پروفیسر ثناء اللہ مجاھد

منافقین مدینہ

ایمان کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے ۔

"اقرار باللسان و تصدیق بالقلب"

اور منافق اس شخص کو کہتے ہیں جو زبان سے عقائد اسلام کا اقرار کرے لیکن اس کا دل اس کے اقرار کی تصدیق نہ کرے

منافقین مدینہ کا تاریخی پس منظر!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے قبل مدینہ میں انصار کے دو بڑے قبائل سکونت پذیر تھے۔ انکے نام اوس اور خزرج تھے ۔ یہ قبائل یہود مدینہ کی انگیخت سے باہم دست بگریبان رہتے تھے ۔ یہ جنگیں بسا اوقات برسہا برس تک جاری رہتی تھی ۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی یہ قبائل باہم قتال میں مصروف تھے ۔ اس جنگ کو جنگ بعاث کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ ان جنگوں کی وجہ سے اوس و خزرج جانی و مالی نقصان اٹھا کر اپنی توانائیاں صرف کرکے تھک چکے تھے ۔ اور اب وہ اس امر پر آمادہ ہوگئے تھے کہ کسی ایک شخص کی قیادت و سیادت پر متفق ہو جائیں ۔ چنانچہ ہجرت مدینہ سے کچھ عرصے قبل وہ ایک شخص کو بادشاہ بنانے کی تیاریاں کر رہے تھے اور اس کی رسم تاج پوشی کے انعقاد کی خاطر تاج بھی تیار کرلیا گیا تھا ۔ یہ شخص قبیلہ خزرج کا سردار عبداللہ بن اُبی بن سلول تھا ۔ قبیلہ خزرج میں اس کی بزرگی متفق علیہ تھی اور اوس و خزرج اس سے قبل کبھی ایک شخص کی قیادت پر متفق نہیں ہوئے تھے ۔

ادھر ابن سلول کی تاجپوشی کی تیاریاں شروع تھیں ۔ اُدھر ان قبائل کے بعض نیک فطرت حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے متاثر ہوکر آپ کے دست حق پر بیعت کر چکے تھے ۔ دوسری بیعت عقبہ میں دونوں قبائل کے تقریباً بہتر افراد حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح حمایت و نصرت کا اقرار کرکے آپ کو مدینہ میں تشریف لانے کی دعوت دے چکے تھے ۔ ان کی اس دعوت کو شرف قبولیت بخش کر آپ نے اُن کی تعلیم و تربیت کے لئے معلمین ارسال فرمائے جن کی تعلیم و تربیت سے تھوڑے ہی عرصے میں اسلام کا چرچا مدینے کے ہر گھر تک پہنچ گیا ۔ اور عبداللہ بن ابی کا خواب بادشاہت خواب پریشاں بن کر رہ گیا ۔

اس کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے سامنے عبداللہ بن ابی بے بس ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ اپنے قبائل میں اپنی ختم ہوتی ہوئی ساکھ کو بچانے کے لئے اُس کو اس کے سوا کوئی صورت نظر نہ آئی کہ خود بھی مسلمان بن جائے۔ چنانچہ اپنے بہت سے حامیوں کے ساتھ جن میں دونوں قبائل کے بعض سربرآوردہ لوگ بھی شامل تھے بظاہر حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ حالانکہ ان لوگوں کو اس بات کا سخت غم و غصہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لب بام سے دو چار ہاتھ دور بادشاہت ان سے چھین لی اس حسد وجلن نے ان کو تمام عمرانگاروں پر لوٹنے کے لئے چھوڑ دیا چنانچہ ان لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کی خفیہ مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں طرز عمل :

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں عبداللہ بن ابی اپنے تئیں اسلام کا بہت بڑا حامی ظاہر کرتا ہر جمعے کو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے بیٹھتے تو یہ شخص اٹھ کر کہتا!

"حضرات یہ اللہ کے رسولؐ آپکے درمیان موجود ہیں جن کی ذات سے اللہ نے آپ کو عزت و شرف بخشا ہے لہذا آپ ان کی تائید کریں اور جو کچھ یہ فرماتے ہیں اسے غور سے سنیں اور اُن کی اطاعت کریں"۔

منافقین کی اسلام دشمنی :

منافقین نے یوں تو اسلام کی بیخ کنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور خاص طور پر جب بھی مسلمانوں پر کفار کی طرف سے حملہ ہوا تو یہ لوگ نہ صرف یہ کہ خود بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہو جاتے تھے بلکہ سادہ لوح مسلمانوں کو بھی بہکاتے تھے۔ ان کی اسلام دشمنی کے چند واقعات مختصراً درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد قریش مکہ نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو لکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے حوالے کر دیا جائے ورنہ وہ مدینہ کو زیر و زبر کر کے رکھدیں گے اور ان کی عورتوں پر تصرف کریں گے۔ تو یہ شخص اس امر کے ارتکاب کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

۲۔ غزوہ بدر کے موقع پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ لشکرِ اسلام سے علیحدہ ہوگیا۔ اسی طرح غزوہ احد کے موقع پر جب مشرکین مکہ مدینہ پر حملہ آور ہوئے اس وقت مشرکین کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد ایک تہائی تھی، مسلمانوں کو ذہنی طور پر مرعوب اور خوفزدہ کرنے کے لئے اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے لشکر سے نکل گیا۔

۳۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستے سے تشریف لے جا رہے تھے کہ ابن سلول نے آپؐ کے ساتھ بدتمیزی کی۔ جس پر حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کیا۔

"اے اللہ کے رسول اس سے درگذر کیجئے آپؐ کی تشریف آوری سے قبل ہم اس کا تاج شاہی تیار کر رہے تھے اب یہ سمجھتا ہے کہ آپؐ نے اس سے بادشاہت چھین لی ہے"۔

۴۔ جنگ بدر کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے قبیلے بنو قینقاع کی صریح بدعہدی اور بلا اشتعال سرکشی پر ان پر چڑھائی کی تو ابن سلول ان کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہوا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ پکڑ کر کہنے لگا

"یہ سات سو جنگ جو، جو ہر دشمن کے مقابلے میں میرا ساتھ دیتے رہے ہیں آج ایک دن میں آپ انہیں ختم کر ڈالنا چاہتے ہیں؛ خدا کی قسم میں آپ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ میرے ان حلیفوں کو معاف نہ کریں گے"۔

۵ ۴ھ میں غزوہ بنو نضیر میں جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہود سے جنگ کی تیاری کر رہے تھے تو یہ منافقین اندر ہی اندر دشمنانِ اسلام کو پیغام بھیج رہے تھے کہ تم ڈٹے رہو ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تم سے جنگ کی جائے گی توہم تمہاری مدد کریں گے اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے ۔

۶۔ انھیں آستین کے سانپوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھا جس کا تذکرہ سورہ نور میں کیا گیا۔

۷۔ غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر مُریسیع کے مقام پر اتفاقاً دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو گیا ان میں سے ایک مہاجر حضرت عمرؓ کے غلام جہجاہ بن مسعود غفاری) اور دوسرے انصاری (سنان بن وبر الجہنی) تھے دونوں نے اپنے اپنے قبیلے والوں کو مدد کے لئے پکارا، قریب تھا کہ بات کشت وخون تک پہنچتی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شورسُن کر لوگوں کو ڈانٹا۔

"یہ جاہلیت کی پکار کیسی۔ کہاں تم لوگ اور کہاں جاہلیت کی پکار، چھوڑ دو یہ بہت گندی چیز ہے"۔

اس پر دونوں اطراف کے صلح پسند افراد نے بیچ بچاؤ کرا دیا، لیکن اس موقع پر ابن سلول اور اس کے حواریوں نے اپنی پوری کوشش کی کہ جھگڑا بڑھ جائے اور کسی طور کم نہ ہو غور فرمایئے اگر منافقین کی یہ سازش کامیاب ہو جاتی تو مسلمان انتشار کا شکار ہو جاتے اور نہ صرف اسلام بلکہ مسلمانوں کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ۔

عبداللہ بن ابی بن سلول کے دلی بغض کا اظہار درج ذیل جملوں سے ہوتا ہے جو اس موقع پر اس نے اپنے حامیوں سے کہے تھے ۔

"یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا دھرا ہے تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں جگہ دی، ان پر اپنے مال تقسیم کئے یہاں تک کہ یہ پھل پھول کر خود ہمارے ہی حریف بن گئے ۔ ہماری اور قریش کے کنگلوں کی حالت پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ اپنے کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرتا کہ تجھی کو پھاڑ

کھائے ۔ تم لوگ ان سے ہاتھ روک لو تو یہ چلتے پھرتے نظر آئیں ۔ خدا کی قسم مدینے واپس پہنچ کر ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو نکال دے گا۔"

ابن سلول کے بیٹے کا ردعمل:

ابن سلول کے صاحبزادے جن کا اسم گرامی بھی عبداللہ تھا جب اُن کو اپنے باپ کی اس بیہودگی کا علم ہوا تو انہوں نے مدینے پہنچ کر اپنے باپ کا راستہ روک لیا اور فرمایا کہ تم نے خود کہا تھا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل کو نکال دے گا اب تمھیں پتہ چل جائے گا کہ عزت تمھاری ہے یا اللہ اور اس کے رسول کی ۔ خدا کی قسم تم مدینہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں اس کی اجازت نہ دیں ۔ آخر کار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجازت مرحمت فرمانے پر بیٹے نے باپ کو شہر میں داخل ہونے دیا ۔

۸۔ منافقین کا یہی طرز عمل دیگر مواقع پر بھی رہا ۔ غزوہ تبوک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا ۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے اُن کا قصہ سورۂ توبہ میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا:

منافقین کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل:

باوجودیکہ منافقین نے ہر ہر قدم پر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہر اقدام پر عفو و درگزر سے کام لیا ۔ بلکہ ابن سلول کے انتقال پر اس کی نماز جنازہ پڑھائی ۔ اور اپنا پیرہن بھی اسے پہنانے کے لئے دیا ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

سورہ منافقون کی چھٹی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف آگاہ کر دیا :۔

"اے نبی تم چاہے اُن کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو، انکے لئے یکساں ہے اللہ ہرگز انہیں معاف نہ کریگا۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ سخت رویہ سورۂ توبہ میں اختیار کیا جو سورۂ منافقون کے تین برس بعد نازل ہوئی ۔ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر منافقین کے لئے فرمایا:

"تم اُن کے لئے استغفار کرو نہ کرو اگر تم اُن کے لئے ستر مرتبہ بھی دعائے مغفرت کرو گے تو بھی اللہ اُن کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔"

اس کے بعد اسی سورۂ میں منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی بھی ممانعت کر دی گئی، فرمایا ۔

"اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔"